بانی خاکسار تحریک علامہ عنایت اللہ خاں المشرقی رحمۃ اللہ علیہ

ایم-اے-کنٹب-بی ایس سی-بی اے بی او ایل-یف آر ایس (آرٹس) آئی ای ایس (ریٹائرڈ)، ایف اے ایس (پیرس) ایف جی ایس (پیرس) رینگلر اسکالر کرائسٹ کالج کیمبرج

تاریخ پیدائش: ۲۵ اگست ۱۸۸۸ء — تاریخ وفات ۲۷ اگست ۱۹۶۳ء

Rate Rs, 15/-

قیمت پندرہ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاکسار تحریک کا المشرقی خصوصی نمبر ۴ ۶ صفحات رسالہ سائز

تاریخ

(۱) اس شمارے میں صفحہ ۱۴، ۱۵ پر نواب بہادر یار جنگ
کے نام عنایت اللہ خان المشرقی کا تحریر کردہ خط ہے

(۲) صفحہ ۱۶ پر میر ولایت علی سالار اعلیٰ کے نام قائد ملت
کا تحریر کردہ خط ہے

یہ خط اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ قائد ملت کے گھر
۸ مارچ ۱۹۳۶ کو پسر کی تولد ہونے کی خبر، اس خط
میں موجود ہے۔ اگر یہ خط دستیاب نہ ہوتا تو قائد مرحوم
کے فرزند پسر کی تولد ہونے کی تاریخ سے واقفیت ممکن
نہ تھی

(۳) صفحہ ۳۳ سے ۳۶ تک میر ولایت علی صاحب کا مضمون
بعنوان علامہ مشرقی کا دورہ حیدرآباد (دسمبر ۱۹۳۵ء
میں علامہ مشرقی نے قائد ملت کی دیوڑھی میں قیام) سے متعلق
واقعات درج ہیں۔

ایک تاریخی خط کی نقل

جو علامہ المشرقی صاحب نے نواب بہادر یار جنگ بہادر کے جواب میں ۳ر ستمبر ۱۹۳۶ء کو لکھا

از اچھرہ لاہور ۱۸ر اگست ۳۶ء

مکرم و محترم نواب بہادر یار جنگ بہادر

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ تین ماہ کے ناقابل عفو توقف کے بعد آج تہیہ کیا کہ خط لکھوں۔ انتہائی طور پر مصروف رہا ہوں اور اس مصروفیت کے ساتھ تعجب ہے کہ تندرست کیوں ہوں۔ آپ سے "انقلاب" چاہتا ہوں۔ اور اس ایک حرف کے اندر سب کچھ ہے۔ "در خانہ اگر کس است یک حرف بس است"

حیدرآباد کیمپ کے التواء میں غالباً یہ راز مضمر ہے کہ آئندہ کیمپ پر ایک ہزار مسلح اور باوردی خاکسار ہونگے۔ اور وہ سب کے سب آپ کی کمان میں ہوں گے۔ محترم میر ولایت علی جو کچھ اب تک کر چکے ہیں اپنی طاقت سے بہت بڑھ چڑھ کر۔ اب اسی سونے پر سہاگے کی کسر ہے اور وہ اس وقت پوری ہوگی جب آپ کی جاذب نگاہیں عوام الناس پر پڑیں گی اور سب کو مسحور کر دینگی۔ میں نے اتنی دور بیٹھے اگر حیدرآباد دکن میں کچھ اپنی درماندگیوں کا اندازہ لگایا ہے تو وہ یہ کہ ابھی آپ کا حجاب دور نہیں ہوا۔ یا یہ کہ ابھی "عشق و پارسائی" کی منزل سے "جنون" کی منزل تک نہیں پہنچے۔ بہر نوع جو کچھ بھی ہو ان منازل کو جلد طے کر لینا چاہیئے فرصت کم ہے اور اپنی بساط اس سے کمتر۔ زمانہ کسی مخفی النسان کا نقش اثر قبول کرنے سے متنفر رہا ہے لیکن دنیا میں جو انقلاب ہوا ہے انہی مخفی النسانوں کے طفیل ہوا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ان کے دماغوں میں جنون تھا، مصلحت اندیشی سے گزر کر "عاقبت اندیشی" کی حد تک پہنچ چکے تھے۔

یہاں جو کیمپ ہو رہے ہیں اکثر شاندار ہیں، صلاحیتیں برملا سطح پر آ رہی ہیں۔ کھوٹے دب کر بیٹھ رہے ہیں، کھرے ابھر رہے ہیں۔ مگر منزل ابھی اسی قدر دور ہے۔ اضطراب بدستور ہے۔ جس روز یہ سکون پذیر ہو گیا منزل گم ہو جائیگی۔ دن رات ادھیڑ بن میں ہوں کہ یہ سفر کیونکر کٹے گا۔ کہیں سے امید کی کرن دکھائی دینے لگتی ہے تو دس قدم اور چل لیتا ہوں۔ ورنہ اسقدر روشنی کے باوجود اندھیرا ہی ہے۔ کیونکہ منزل بہت سخت ہے۔

خونی معاہدوں کو آپ نے دیکھا ہوگا کہ رنگ لا رہے ہیں۔ کیا عجب ہے یہ بیل اسی طرح منڈھے چڑھے۔ تکثیر تعداد کی اگر کوئی تجویزیں آپ نے سوچی ہیں تو ان سے مطلع کیجئے۔ میرا خیال تھا کہ پے در پے کیمپوں سے ہوا بندھے گی۔ وہ ضرور بندھ رہی ہے۔

اب دہلی کے کیمپ کو نہایت عظیم الشان ہونا چاہئے۔ آپ حیدر آباد کی ریاست میں تحریک کی ہوا باندھ دیں۔ تو تمام جنوبی ہندوستان اٹھ جائیگا۔ آپ سے بہت توقعات وابستہ ہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اس زمانہ کے عمر (رض) کی جھلک آپ میں دکھائی دے رہی ہے۔

سب متعلقین علی الخصوص آنجہانی بیگم صاحبہ اور نواب دولت خاں اور دیگر احباب کو جو ملاقات کے لئے آئے تھے میرا مخلصانہ سلام بشرط سہولت پہنچا دیں۔

محترم میر ولایت علی اور سالاران تحریک کو ان کی وساطت سے مخلصانہ سلام

واللہ یوفقکم وھو ولی السداد

مخلص

دستخط علامہ المشرقی

بسلسلہ ص ۱۶

اسکو جان لے اور نہ جان لے کہ کوشش کرنے کے بغیر میری نسبت کیا فیصلہ ہوا ہے۔ اپنے چند عذرات آپ کے ذریعہ ادارہ علیہ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔

حیدر آباد میں ہر شخص واقف ہے کہ ۸ مارچ کو میرے یہاں لڑکی پیدا ہوئی اور اس کے دوسرے ہی دن میری بیوی زہریلے بخار میں مبتلا ہوگئی۔ جس زمانے میں کیمپ ہوا تھا ان کی حالت نہ صرف خراب بلکہ مایوس کن تھی۔ قلب و جگر گردے اور معدے اس زہر سے متاثر تھے۔ کامل بیہوشی تھی۔ اور تنفس اتنا تھا کہ بات نہ کہی جا سکتی تھی۔ دو نرسیں مقرر تھیں۔ ان کی لکھی ہوئی بیماری کی رپورٹیں محفوظ ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ ایسی حالت میں مجھ پر ان کی نگرانی اور علاج کا فرض عائد ہوتا تھا جو میں ادا کیا۔ اور کیمپ میں حاضر نہ ہو سکا۔ اگر یہ میرے عذرات قابل پذیر متصور ہوں تو ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔

خاکسار

بہادر یار جنگ ۲۹/۴/۳۷ء

نواب بہادر یار جنگ کا خط علامہ مشرقی کی تحریک کے نام تحریک کی نقل

قوم کے سرداروں کی حیرت انگیز روحانیت

ادارہ علیہ نے حسب ذیل غیر حاضر جانبازوں اور افسران بالا کے لئے دستوں کی سزا کے احکام نافذ کئے تھے ان احکام کے نفاذ میں ظاہر کہ کسی کی اعانت نہ ہو سکتی تھی۔ اگرچہ یہ امر اس وقت بھی پیش نظر تھا کہ معقول عذرات ایک حد تک قابل پذیرائی ہو سکیں گے۔ اس ناگزیر حالت میں محترم میر ولایت علی قائم مقام سالار اکبر حیدرآباد دکن نے محترم نواب بہادر یار جنگ کو سزا کی برداشت کرنے کے لئے مدعو کیا۔ محترم نواب کا خط اس قابل ہے کہ اسے اس چودھویں صدی کے اسلام میں جو اپنی عہد میں ضرب المثل ہے چمکتا ہوا تارہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ میں اس خط کو عام مسلمانوں کی عبرت کیلئے شائع کرتا ہوں۔ اور یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ مسلمان قوم ابھی زندہ ہے۔ اس کے سرداروں میں وہ خوبیاں ابھی باقی ہیں جو اس قوم کو ترقی اور روحانیت فلک الافلاک تک پہنچا سکتی ہیں۔ محترم نواب کا خط خود ایک ایسی نیکی ہے جسکی پاداش میں ادارہ علیہ نواب بہادر یار جنگ کا قصور علی الاطلاق قابل معافی سمجھتا ہوں۔

نواب صاحب کا خط محترم امیر ولایت علی صاحب کے نام

بگرامی خدمت جناب مولوی میر ولایت علی صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ آج ان جانبازوں اور عہدیداران تحریک کو سزا دی جا رہی ہے۔ جنہوں نے دہلی کے کیمپ جانبازان میں شرکت نہیں کی۔ مجھے حاضری کے لئے کوئی حکم نہیں ملا ہے۔ غالباً اسلئے کہ میں نہ جانباز ہوں نہ کوئی عہدہ رکھتا ہوں۔ لیکن ادارہ علیہ سے مجھے بھی حاضری کا حکم دیا گیا تھا۔ اور حاضری کا ارادہ ہی نہیں عزم رکھنے کے باوجود حاضر نہ ہو سکا۔ اس لئے اپنے آپ کو قصوروار قابل سزا تصور کرتا ہوں جبکہ عدم شرکت کی اطلاع تار کے ذریعہ سے ایک دفعہ نہیں دو دفعہ دیدی تھی۔ دنیز اطلاع بھی کر دی تھی۔ محترم اسد اللہ خانصاحب بھی اپنے امتحانات کی مصروفیت کی وجہ شریک نہ ہو سکیں گے

میر ولایت علی

دورہ حیدرآباد دکن

نواب بہادر یار جنگ نے میرے توسط سے حضرت علامہ مشرقی مصنف تذکرہ و بانی خاکسار تحریک سے دورہ حیدرآباد کی خواہش کی اور لکھوایا کہ آپ بجائے ہوٹل کے میرے یہاں مہمان رہیں گے، اور میں آپ کے اصول کی پابندی میں آپ سے اخراجات طعام وغیرہ قبول کر لونگا۔ علامہ صاحب نے اسکو منظور کیا۔ اور رمضان ۱۳۵۴ھ مطابق دسمبر ۱۹۳۵ء میں تشریف لائے۔ نواب صاحب نے اسٹیشن نامپلی پر علامہ صاحب کا استقبال کیا۔ علامہ صاحب اپنا بستر بغل میں لیکر ریل سے نیچے اترنا چاہتے تھے۔ نواب صاحب نے جھپٹ کر بستر لے لینا چاہا۔

علامہ صاحب نے فرمایا:

لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ

(یعنی کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا) اور خود بستر لئے ہوئے پلیٹ فارم پر اتر آئے۔ نواب صاحب نے فرمایا۔

"میر ولایت علی صاحب خاکسار جماعت کو لئے ہوئے سلامی دینے کے لیے اس طرف کھڑے ہیں"

علامہ صاحب نے فرمایا: "میں ریل میں سے دیکھ چکا ہوں۔ چلیئے ان سے ملیں گے"

دونوں حضرات وہاں تشریف لائے جہاں جماعت صف بستہ کھڑی تھی۔ میں نے حسب قاعدہ سلامی دی۔ سلامی کے بعد علامہ صاحب نے تمام سپاہیوں سے مصافحہ فرمایا۔ اور اسٹیشن کے باہر تشریف لاکر نواب صاحب کے بنگلہ تک مارچ پاسٹ کا خیال ظاہر فرمایا۔ نواب صاحب نے پریشان ہو کر مجھ سے فرمایا کہ "میں اتنی دور پیدل نہیں چل سکتا۔ علامہ صاحب کو موٹر سے چلنے پر آمادہ کیجیے۔"

میں نے علامہ صاحب سے عرض کیا کہ:۔

"موٹر میں تشریف رکھیئے"

علامہ صاحب نے فرمایا۔

"نہیں۔ مارچ کرتے ہوئے چلیں گے۔ جماعت کو سید صاحب صف کرائیے۔"

میں نے کہا۔ "سب سپاہی سیکلوں پر آئے ہیں۔ یہاں سیکلیں چھوڑ کر جانا مناسب نہ ہوگا۔ آپ موٹر میں تشریف لے چلیئے۔ ہم سب ابھی آجاتے ہیں۔"

نواب صاحب نے موٹر کی طرف اشارہ کیا اور علامہ صاحب ذریعہ موٹر نواب صاحب کے بنگلہ پر پہنچے ہی تھے کہ ہم سب بھی وہاں پہنچ گئے۔

نواب صاحب نے بنگلہ پر چند علما عہدہ دار کو

میں نئے نئے علماء، وکلاء، عہدہ داروں اور صحافیوں سے تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ ایک نشست میں نواب ناظر یار جنگ سشن جج اور عبداللہ عمادی صاحب پروفیسر جامعہ عثمانیہ نے فرمایا کہ،

"لندن میں ہم سب ایک ساتھ تھے۔ ہم ہر سال ایک سبجیکٹ کا امتحان دیتے تو علامہ صاحب دو دو تین تین امتحانات میں شریک ہو کر ڈال پاس آنر حاصل کرتے تھے۔ خدا نے انہیں بہت بڑا حافظہ دیا تھا۔"

اس بات پر سب کو اتفاق رہا کہ اطاعت آمیز والی تنظیم بہت ضروری ہے۔ پانچویں دن اسٹیشن جانے سے قبل علامہ صاحب نے نواب صاحب سے کہا کہ

"اخراجات کا حساب بتلائیے"

نواب صاحب نے ایک کاغذ لے کر حساب لکھا اور میزان بتلایا کہ "تین روپے ہوئے ہیں"

علامہ صاحب نے ہنس کر فرمایا کہ:

"سحری کے وقت میر ولایت علی صاحب نے حساب کیا ہے، ان سے پوچھئے۔"

نواب صاحب مجھ سے مخاطب ہوئے تو میں نے کہا کہ

"بتیس روپے حساب ہوا ہے۔"

نواب صاحب نے تعجب سے پوچھا کہ:

"یہ تو بہت زیادہ ہے؟"

علامہ صاحب نے صراحت کی کہ:

"خوراکی کے روزانہ پانچ روپے سے پانچ دن کے پچیس روپے اور پیٹرول کے سات روپے اس طرح بتیس روپے ہوئے۔"

نواب صاحب نے پوچھا کہ:

"آپ نے پیٹرول کا حساب کیسا کیا؟"

تو فرمائے کہ:

"جس روز موٹر میں قدم رکھا یہ میٹر تھا اور آج جا رہا ہوں تو یہ میٹر ہے۔ درمیان میں آپ سے پیٹرول کا نرخ دریافت کر لیا تھا۔ پورا پورا حساب کیا گیا ہے۔"

نواب صاحب نے دانت میں انگلی پکڑ کر کہا کہ:

"آپ کی احتیاط قابل داد ہے"

علامہ صاحب کے ساتھ پنجاب کے ایک سالار سید مسعود ہمراہ تھے۔ ریل کا سفر دونوں تھرڈ کلاس میں کر رہے تھے چلتے چلتے نواب صاحب سے فرمایا کہ:

"آپ بھی تھرڈ کلاس میں سفر کیا کریں تو مناسب ہوگا"

غرض یہ سفر نہایت خوشگوار طریقہ پر ختم ہوا۔ اور نواب صاحب خاکی وردی اور بیلچہ کے باقاعدہ سپاہی بن کر تحریک کے ہر اجتماع میں شریک ہوتے رہے اور ان کے اثر سے جماعت کو کافی ترقی ہوئی۔ علامہ صاحب نے ان کی وجاہت اور تقریری ملکہ کو دیکھ کر پورے جنوبی ہند کی کمان ان کے سپرد کرنا چاہی، مگر اتحاد المسلمین اور مسلم لیگ کی مصروفیات نے انہیں اس کی اجازت نہیں دی۔ صرف خاکسار کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

□ □

توحید سے حل ہوتے ہیں بندوں کے ہنگ
تفریق کے در پر تو کبھی سر کو نہ ٹیک

جو فرقے ہیں وہ قوم کے گویا بت ہیں
رب ایک تو ہو کام بھی ایک قوم بھی ایک

ترجمہ از حسن الدین احمد صاحب